کتابوں پر تبصرے

۱۔ "اردو زبان و ادب میں مستشرقین کی علمی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ"

مصنفہ : ڈاکٹر مس رضیہ نور محمد
تبصرہ نگار: مسز رابعہ اقبال

مطبوعہ مقالات تحقیق میں ایک عمدہ تحقیقی مقالہ ڈاکٹر مس رضیہ نور محمد کا ہے۔ اس کا موضوع ہے "اردو زبان اور ادب میں مستشرقین کی علمی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" اس پر ۱۹۷۶ء میں پنجاب یونیورسٹی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی ہے۔ اس کے نگران ملک کے مشہور محقق ڈاکٹر وحید قریشی تھے۔ یہ پہلی بار مکتبہ خیابان ادب لاہور کی طرف سے ۱۹۸۵ء میں چھپ کر سامنے آیا۔ بڑے سائز کے ۳۲۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں، اردو زبان و ادب میں مستشرقین کی علمی خدمات کو موضوع تحقیق بنایا ہے اور ۱۳۹۸ء تا ۱۹۴۷ء تک کے طویل عرصے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالے کا خاکہ ساڑھے چار سو سال کی مستشرقین کی خدمات کا عمدہ طور پر احاطہ کرتا ہے۔ اس میں دس ابواب ہیں۔ پہلے باب میں اجمالی طور پر اردو زبان کے ارتقا پر روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ انگریزوں کی آمد سے

قبل اردو ایک مستند زبان کی حیثیت سے جانی پہچانی جاتی تھی۔ اقوام مغرب کے ورود کے ساتھ ساتھ لسانی پیکر میں نمایاں تبدیلی آئی اور اس کا اثر زبان کے سانچے اور ذخیرۂ الفاظ پر بھی پڑا۔ دوسرے باب میں اہل یورپ کی آمد اور اردو زبان و ادب سے ان کی دلچسپی دکھائی ہے اور ثابت کیا ہے کہ پادریوں نے اردو زبان کو عیسائیت کی تبلیغ کے لیے استعمال کیا۔ اس کے ثبوت میں مقالہ نگار نے متعدد مستند حوالے دیے ہیں۔ اس کے بعد تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ یورپ میں مشرقی زبانوں اور علوم کی مقبولیت اٹھارھویں صدی عیسوی میں شروع ہو چکی تھی لیکن اردو ادب کا ذوق اور دلچسپی لارڈ کلائیو ۱۷۶۱ء وائسرائے ہند کے زمانے سے شروع ہوتی ہے۔ تیسرا باب ایسٹ انڈیا کمپنی اور اہل یورپ کی خدمات کے لیے وقف کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اٹھارھویں صدی کا سب سے اہم کارنامہ گلکرسٹ کی اردو خدمات ہیں جو اس نے فورٹ ولیم کالج قائم کر کے شعبۂ اردو میں انجام دی ہیں۔ چوتھے باب میں مقالہ نگار نے فورٹ ولیم کالج اور اس کی ادبی خدمات کا ان عنوانات کے تحت تفصیلی جائزہ لیا ہے:

۱۔ فورٹ ولیم اور ہیلی بری میں اردو زبان و ادب۔
۲۔ یوروپ کے اداروں میں مشرقی زبانوں کی تدریس۔
۳۔ عیسائی مشنریوں کی اردو زبان میں تبلیغ۔

ان پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے محترمہ نے دیگر اعلیٰ پائے کے مصنفین کے حوالوں کے ساتھ اپنے مقالے کی وقعت میں اضافہ کیا ہے۔ پانچویں اور چھٹے باب میں یورپین مصنفین اور مستشرقین کی اردو خدمات (۱۸۳۰ء سے ۱۸۵۷ء) تک کا ایک جائزہ پیش کیا ہے۔ ساتویں باب میں گارساں دتاسی کی ادبی خدمات پر مفصل بحث ہے۔

گارسین دتاسی اردو کا وہ عاشق تھا جس نے اردو کے مولد پر کبھی قدم نہیں رکھا مگر سات سمندر پار فرانس میں بیٹھ کر وہ خدمات انجام دیں جو ہندوستان میں رہنے والے یورپین مصنفین کو نصیب نہ ہوسکیں۔ یورپ کے مستشرقین میں تنہا گارسیں دتاسی وہ عالم ہے جس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ صرف اردو کے لیے مخصوص رکھا۔ محترمہ نے دتاسی کی تصانیف کی مکمل اور جامع فہرست پیش کی ہے اور گارسیں کو قدیم و جدید کے درمیان ایک رابطے کی کڑی بنایا ہے۔

آٹھواں باب ۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک کے دور کا احاطہ کرتا ہے۔ اس میں مقالہ نگار نے ہندوستان کی مجموعی حالت پر روشنی ڈالی ہے اور دکھایا ہے کہ انگریزوں کے قدم جمتے ہی مستشرقین کی جگہ مغرب پرستی کا دور دورہ شروع ہوگیا۔ لیکن اس دور میں بھی کرنل سرہنری یول مصنف "ہابسن جابسن"، جان بیمز مصنف "ہندوستانی لسانیات کا خاکہ"، ایڈورڈ ہنری پالمور، ڈاکٹر ولیم ہولی وغیرہ کی خدمات بھی بہت قابل قدر ہیں۔ اگلے باب میں پنجاب میں مستشرقین کی خدمات ۱۸۴۷ سے ۱۹۰۰ء تک پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سر فہرست محکمۂ تعلیم کے افسران بالا ہیں۔ ان میں فلر، ہالرائیڈ اور لائٹنر کی خدمات جلیلہ بے پناہ ہیں۔ انہوں نے ادبی سرگرمیوں کو تیز کرنے میں مقامی مصنفین کی مدد کی اور لسانیات کی تحریک کو خاص طور پر فائدہ پہنچایا۔ اورینٹل کالج اور انجمن پنجاب انہی کی کوششوں سے قائم ہوئی اور اس انجمن کے شاعروں نے اردو شاعری کا قالب بدل دیا۔

دسواں باب مستشرقین اردو ۱۹۰۰ع سے ۱۹۴۷ع تک ہے ان میں مشہور ماہر لسانیات جارج گریرسن، جان ٹی پلیٹس، اور گراہم بیلی

بہت اہم ہیں ان کی خدمات کا جائزہ ہے ۔ اور کلکتہ ، دھلی ، پنجاب ، اور بیرون برصغیر کے مختلف ادبی رویوں کی دریافت میں ڈاکٹر مس رضیہ نور محمد نے ایک دلچسپ اور پر مغز تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے ۔

محترمہ نے اپنے مقالے میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ اس حقیقت کا سراغ لگایا ہے کہ یورپین اقوام کی آمد اور قیام کس حد تک اردو ادب پر اثر انداز ہوا ۔ مستشرقین کی علمی ، ادبی ، تحقیقی کاوشوں سے اردو کے علمی سرمائے میں جو اضافہ ہوا ہے اس کی تحقیق و تنقید بڑے سلیقے کے ساتھ کی گئی ہے ۔

۱ ۔ مستشرقین نے زبان و ادب کے بعض میدانوں مثلاً قواعد اور لغت میں پیش رفت کر کے اردو کو علمی لحاظ سے باثروت بنانے میں اہم کردار ادا کیا ۔

۲ ۔ کلاسیکی کتابوں کی تدوین کا نیا معیار مقرر کیا ۔

۳ ۔ زبان و ادب کے معیاروں کو اس جانفشانی سے پیش کیا کہ آج کوئی لغت نویس کوئی قواعد نویس ، کوئی نقاد ، کوئی تاریخ ادب کا لکھنے والا ان غیر ملکیوں کے کارناموں کو نظر انداز کر کے آگے نہیں بڑھ سکتا ۔

مس رضیہ نور محمد نے اپنے ماخذ اور مصادر کے حوالے دے کر مقالے کو وقیع بنا دیا ہے ۔ عمدہ کتابیات سے (جس میں اکیانوے اردو کی کتابیں اور ۵۶ انگریزی کتابیں اور ان کے علاوہ ۳۵ رسائل بھی شامل ہیں) صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اپنے تحقیقی کام کو موصوفہ نے دل چسپی ، محنت اور لگن سے کر کے ایک عمدہ معیار قائم کیا ہے ۔ کتابیات میں ایک قابل لحاظ تعداد ثانوی ماخذ کی بھی نظر آتی ہے جس سے یقیناً ان کی محنت اور مقالے کی ضخامت میں غیر ضروری اضافہ ہوا ہے ۔